مسلمانوں کی روشن تاریخ

کا ایک سیاہ ورق

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور نمبر ۱۷۲

مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق

اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ

از

عالیجناب مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی مدظلہ

قیمت ۶ نئے پیسے

(نامی پریس لاہور)

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

کے سلسلۂ اشاعت کی ایک سو بہترویں (۱۷۲) پبلیکیشن "مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق۔ اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ" کے نام سے آپکے پیش نظر ہے۔ یہ کتابچہ گذشتہ سال امامیہ مشن لکھنؤ کی جانب سے شائع ہو کر قبولِ خاص و عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔

ہندوستان کے علماء فرنگی محل کو علم و فضل کے لحاظ سے سوادِ اعظم میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ فاضل مقالہ نگار مولانا صبغت اللہ صاحب قبلہ اسی مقتدر سلسلہ کے ایک ذمہ دار فرد ہیں۔ انھوں نے اس کتابچہ میں اپنے مخصوص انداز سے اختصار کے باوجود نہایت جامع الفاظ میں شہادتِ عظمیٰ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ کوئی ذمہ دار اور سنجیدہ انسان یزید اور یزیدیت کی وکالت نہیں کر سکتا ہے۔

حسینیت کا تذکرہ دورِ حاضر کی بڑھتی ہوئی بے چینیوں کا واحد علاج ہے۔ آپ اس سلسلہ میں اپنی مساعیٔ جمیلہ عمل میں لا کر روحِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام کو شاد کریں۔ والسلام

مئی ۱۹۶۴ء
تعداد اشاعت ساٹھ ہزار

آنریری جنرل سیکرٹری
امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق

اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ

خدا مجھے معاف کرے اگر میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ واقعۂ کربلا اسلام اور مسلمانوں کی روشن تاریخ کا ایک سیاہ ورق اور اسلام کے صاف دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔

ذرا خیال تو فرمائیے کہ ایک سب سے قوی التاثیر اور کامیاب ترین رسولؐ کو دنیا سے گئے ہوئے مشکل سے نصف صدی گزری ہے کہ اس کی محبوب ترین صاحبزادی کے صاحبزادہ جو حقیقتاً اور عرفاً اسی رسولِ مقدس کی اولاد، فرزند اور

جانشین کہلاتے ہیں کسی اخلاقی (نعوذ باللہ) یا سیاسی جرم پر اپنے صغیرالسّن بچوں کے ساتھ شدید ترین بے دردی سے شہید نہیں بلکہ مثلہ بھی کیے جاتے ہیں۔ ان کا جُرم صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ تم اس گھر کے چشم چراغ ہو جس سے اس رسولؐ کا مذہب نکلا، چمکا اور پھیلا۔

بے دینی اور مکابرہ شے آخر ہے۔ مگر للہ مجھے انصاف سے بتاؤ کہ میرے آقا اور وسیلہ سیّدنا حسینؑ سے اس دوران میں سوائے ترقیٔ اسلام اور تقویتِ حق کے اور کس چیز کا خطرہ تھا اور اس قصور پر اُن کا اس جماعت کے ہاتھوں تباہ ہونا جو اپنے کو اُن کے ناناؐ کا کلمہ گو اور ان کے گھر سے ترقی پانے والے دین کا پیرو کہتے تھے مسلمانوں کے لیے کس قدر عبرت ناک اور شرم ناک ہے۔

یہی تخیل تھا جو اواخر عہد طالب علمی میں اس واقعہ کے ذکر و اشاعت سے مجھے روکا کرتا تھا اور میں اس ذکرِ مقدس کو غیر ضروری بلکہ ایک حد تک اقرار جُرم کے مُرادِف سمجھتا تھا۔

لیکن برکات ہدایت، یا اس مقدس جماعت کی

کرامت، یا خود واقعہ کی غیر فانی قدوسیت کا یہ کرشمہ سمجھئے کہ آج میں اس واقعہ کی یاد کو مریضِ اسلام کے لیے دمِ عیسوی سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔

میرا ایمان ہے بلکہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پر ہر ایمان رکھنے والے کا یہ ایمان ہے کہ شب و روز خلوت و جلوت، نوم و یقظہ بلکہ ہر حالت میں رسول اسلام صلوات اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہر عمل، ہر حرکت، بلکہ ہر قدم سکون اور ہدایت کا وہ بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے جو دنیا کی بڑی سے بڑی راہ نمائی اور ارشاد میں نہیں بعینہٖ یہی حال اس پاکیزہ اور محترم جماعت کا ہے جس نے شکوہِ نبوت سے اپنے قلوب کو منور کر لیا تھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اسی سانچے میں ڈھل گئے تھے اسی لیے سیدنا و امامنا حضرت حسینؑ لختِ جگر رسولؐ و فرزندِ بتولؑ صلوٰۃ اللہ علیہم کی مبارک زندگی تو تھی ہی آپ کی شہادت آپ کے جسدِ اطہر کی پامالی، آپ کے سر مبارک کی بے حرمتی، آپ کے بزرگ اور برگزیدہ ترین خاندان اور رفیقوں کی توہین اور آپ کے بے قصور صاحبزادوں بھتیجوں، بھانجوں، بھائیوں اور

اہلِ خاندان اور رفیقوں کی توہین اور اذیتیں قسم اُس ذات کی جو سب سے بڑا منتقم اور بہترین جزا دینے والا ہے جو دنیا کے کسی واقعہ میں ایسی مثال نہیں مل سکتی

آج کی پولیٹکس، ان برکات و مواعظ کی عجیب اور پُرلطف تفصیل کرتی ہے، کوئی آپ کی قربانی کو تو ذبحِ عظیم کہتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ اس قربانی میں حفاظتِ حقوق کی اسپرٹ کام کر رہی تھی، کوئی اُن کو (نان کوآپریشن) کا مبلغ اعظم کہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ اِن شدائد و مظالم کو انگیز کر لینا، محض خلافت کی روحانی عظمت اور اُس کی اعلیٰ شان کے تحفّظ کے لیے تھا۔

دامانِ نگہ تنگ گُلِ حُسن تو بسیار

گل چینِ نگاہِ تو ز داماں گلہ دارد

کے اصول پر ان گل چینوں کے پھولوں کی خوشبو سے انکار نہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں، ہاں کربلا کے میدان میں جو باغ اِن مقدس خونوں سے سینچا گیا تھا اِس میں یہ بھی پھول ہیں، لیکن میرے رسول کا پارۂ جگر، اور اپنے وقت کا جانشین رسول کوئی پولٹیکل بندہ نہ تھا کہ اس سے تم کو صرف سیاسی ہی منافع ہو بلکہ میرے خیال میں اِس مقدّس واقعے

کا روشن ترین پہلو یہ ہے کہ وہ انا اعطینٰک الکوثرہ فصل لربک وانحرہ ان شانئک ھو الابترہ کی روشن ترین تفسیر تھا۔

ناظرین واقف ہیں کہ آنحضرتؐ سرورِ عالمؐ کے صاحبزادوں کے مسلسل انتقال پر کافروں کے شادیانے بجنے لگے اور ہرطرف چرچے ہونے لگے اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نام لیوا کون ہے۔ اُن کا نام مِٹا جاتا ہے اور اب وہ ابتر ہو گئے ان کا فاتحہ دُرود کون کرے گا۔ لیکن خدا نے فرمایا، تم کو کثرتِ اجر، حوضِ کوثر اور کثرتِ اولاد دی ہے۔ تمہارے بدگو ہی ابتر ہیں۔ خدا نے یہی چیز آنحضرتؐ کے مظہر میں رکھی تھی کل ۶۰ سنہ میں جب ابن سعد کی جماعت کے تیر و خنجر پوری قوت و بہمیت سے کام کر رہے تھے، اُس وقت کس کو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ اس پامال قافلہ کا نام لیوا کون رہے گا۔ اب حسینؑ (نعوذ باللہ) اور ان کا خاندان ہمیشہ کے لیے ختم ہوا جاتا لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ حسینؑ زندگی سے زیادہ قوی حیات رکھتے ہیں، رکھیں گے قیامت تک اور بعدِ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ لیکن بتاؤ آج یزید کا نام لیوا کون ہے۔ شمر ذی الجوشن کے خلف کہاں ہیں۔ ابنِ سعد

کی قبر پر چراغ جلانے والا کدھر ہے؟ اور تخت کا فاتحہ دینے والا دُنیا کے کس گوشے میں ہے؟

نہیں ہے، اور قسم برب حی و قیوم نہیں ہے کیا اتفاق ہے کہ سیکڑوں آدمی جو (ظاہر میں) مٹنے اور شکست کھانے والے حسین (علیہ السّلام) کی نسل میں نہیں ہیں وہ اپنا شرف و وقار بڑھانے کے لیے جھوٹ موٹ اپنے کو سید کہہ دیتے ہیں اور بہت سے لوگ جو حقیقت میں یزید، ابن سعد اور شمر کی اولاد میں ہیں اپنے جدِ اکبر کا نام لیتے شرماتے ہیں اِس کے معنی یہ ہیں کہ حسین (علیہ السّلام) کی شکست فتح عظیم اور یزید کی فتح شکستِ عظیم تھی۔

maablib.org